سوال

(41) فوت شدہ روزوں کی قضا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ میں ایک سن رسیدہ ضعیف البدن کبیر السن شخص شعبان کے مہینہ میں بیمار ہو نصف شوال کے قریب انتقال کرگیا۔ بقیہ شعبان اورپورا رمضان اور نصف شوال ایسی علالت میں گذاکہ مذکور کے کبھی شفا ہونے کی امید نہیں ہوئی علالت اورانتہائی ضعف وناتوانی کی وجہ سے مریض مذکورہ رمضان کے روزہ نہ رکھ سکا۔ پس اب اس کے فوت شدہ روزوں کی قضا واجب ہے یا نہیں؟ اگرواجب ہے توکیا اوس کی بیوہ اوراولادذکوروانات کچھ کچھ روزے تقسیم کرکے قضا کرسکتے ہیں؟ اوراگرقضا کے بجائے

کھانا کھلانا واجب ہے توکس قدراورکس کے ذمہ؟ اوراگرقضا اورکھانا کھلانا کچھ بھی واجب نہیں توکیوں؟

جوشق بھی شرعاً صحیح ہوبراہ کرم مدلل بیان فرمائی جائے۔ جواب میں اجمال سے کام نہ لیا جائے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

قواعد شرعیہ کی روسے نہ قضا آتی ہے نہ کھانا بظاہر اس لئے کہ وجوب قضا کا وقت ملا نہیں تفسیر فتح البیان میں ہے: ای فعلیہ عدة ای فما حکم عدة اوفالواجب عدة من غیر ایام موضعه وسفره والیه ذہب الظاہر وبه قال ابوہریرة کشف القناع (2/390) میں ہے کہ (ولاقضاء إن مات) من أخر القضاء لعذر لأنه حق اللہ تعالی وجب بالشرع فسقط بموت من وجب علیه قبل إمکان فعله غیر بدل کالحج انتہی

پس صورت مذکورہ میں مرض مستمر رہا یہاں تک انتقال ہوگیا اگر زمانہ غیر مرض کا ملتا پھر انتقال ہوتا تواس صورت پر قضا لازم آتی لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ ولی لوگ روزہ رکھ دیں یا ہر روزہ کے بدلہ کھانا کھلاویں نصف صاع جس کا اندازہ سواسیر سے کچھ قدرے زیادہ ہوتا ہے چاول یا آٹا وغیرہ اس کے لوازمات کے ساتھ ادا کریں۔

قال النبی صلی اللہ علیه وسلم: من مات وعلیه صوم صام عنه ولیه رواہ البخاری ومسلم وسئلت عائشة عن القضاء؟ فقالت: لابل یطعم رواہ سعید باسند جید بخاري کتاب الصوم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الصیام

صفحہ نمبر 140

محدث فتویٰ